سجدہ شکر

عائشہ خان

سجدہ شکر

"سعود! اٹھ جائیں، نماز کو دیر ہورہی ہے۔" واسعہ نے تیسری مرتبہ بے سدھ سوئے شوہر کو جگایا۔

"اوں... ہوں۔" کسمساتے ہوئے اس نے ناگواری سے سر پیچھے ہٹایا اور پھر بے خبر سوگیا۔ وہ چند لمحے گومگو سی کیفیت میں کھڑی رہی پھر وال کلاک پر نگاہ ڈالی تھی۔ چھ بج کر پینتیس منٹ ہورہے تھے گویا وہ فوراً اٹھتا تو ہی نماز پڑھ سکتا تھا۔ ابھی شام کو ہی تو تائی جان نے اسے تاکید کی تھی۔

"واسعہ بیٹی! سعود آج کل بہت لیٹ نماز پڑھتا ہے، اسے جلدی اٹھایا کرو، سورج طلوع ہوتے وقت نماز پڑھنے کا الٹا گناہ ہوتا ہے۔"

"سعود! جلدی سے اٹھ جائیں پلیز، فوراً نہیں اٹھیں گے تو نماز قضا ہوجائے گی۔" نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی وہ دھیمی سی آواز میں کہہ رہی تھی۔پاس ہی کاٹ میں سوئی بیٹی کی بھی فکر تھی اگر وہ اس وقت اٹھ جاتی تو اس کا دوبارہ سونا محال تھا اور واسعہ کو اس وقت بہت سے کام نمٹانے تھے۔

"تنگ مت کرو یار! تم نے نماز پڑھ لی ہے نا مجھے سونے دو۔ویسے بھی اب نماز کا ٹائم نہیں رہا۔" اس کا ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کمبل منہ تک لے لیا تھا۔

وہ چند لمحے وہیں کھڑی تاسف بھری نگاہوں سے کمبل کو دیکھتی رہی جس کے اندر چھپا وہ وہی سعود تھا جو پہلی دفعہ ہلاتے ہی پٹ سے آنکھیں کھول دیا کرتا تھا۔

"اتنے پیار سے تو تم عدم سے بھی بلاؤ تو میں پلٹ آؤں مائی ڈیئر وائف! یہ تو پھر نیند ہے۔ایسی سو نیندیں اپنی جان پر قربان۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"توبہ ہے سعود! صبح صبح آپ کیسی الٹی سیدھی باتیں کرنے لگتے ہیں۔" وہ ناراض ہوجاتی لیکن کتنی دیر... گھڑی کا چوتھائی پل بھی نہیں اور اس کے منانے کا کیسا انوکھا طریقہ تھا۔اس کی محبتوں میں بے حد شدت تھی۔انتہائی وارفتگی تھی۔

واسعہ کو حیرانی ہوئی تھی کہ یہ ساری محبتیں، سب چاہتیں اس نے کہاں چھپائی ہوئی تھیں کہ اسے کبھی خبر نہیں ہوئی تھی اور ایک دن یہی بات جب اس نے سعود سے پوچھی تھی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

"ہم تو خود بے خبر تھے مائی ڈیئر وائف! تمہیں خبر کیسے ہوتی۔وہ تو ایک دن اماں نے کہا کہ آج جلدی آجانا تمہارے چچا کی طرف جانا ہے۔کچھ لوگ واسعہ کو دیکھنے آرہے ہیں تو میرا دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔بہت عجیب سی کیفیت تھی میں سمجھتے ہوئے بھی سمجھنا نہیں چاہ رہا تھا۔"

"کیا بات ہے سعود!" اماں سے میرا اُترا اُترا چہرہ اور گم صم سا انداز چھپا نہیں رہ سکا تھا۔

"کچھ نہیں اماں! کتنے بجے چلنا ہے۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے بجھے بجھے لہجے میں پوچھا تھا تو اماں چند لمحے خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی تھیں پھر دھیرے دھیرے میرے قریب چلی آئی تھیں۔

"سعود! ادھر دیکھو..." میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے گہری نگاہوں سے میرے چہرے کو کھوجتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا تمہیں واسعہ اچھی لگتی ہے سعود بیٹا!" میرے چہرے پر نگاہیں جمائے وہ جیسے میرے اندر کا سارا حال جان گئی تھیں۔پتا نہیں ماں کو بچوں کے اندر تک اترنے کا ہنر کیسے آجاتا ہے۔میں نے اس پل محبت سے اماں کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

"میں کیاپوچھ رہی ہوں سعود..."

"وہ ہے ہی اچھی اماں پھر بھلا کیسے اچھی نہیں لگے گی۔" اک حسرت سی میری لہجے میں اتر آئی تھی۔

"میں کسی کی نہیں تمہاری بات کررہی ہوں۔"

"چھوڑیں اماں! کیا فائدہ ایسے خواب دیکھنے کا جو پورے نہ ہوسکیں۔"

"کیوں! خدانخواستہ کیوں نہ پورے ہوسکیں۔کیا کمی ہے تم میں؟" میرے لہجے میں گھلتی اداسی اور کم مائیگی نے اماں کا دل تڑپا کر رکھ دیا تھا۔

"ہے کیا آپ کے بیٹے پاس اماں! ایک پرائیوٹ فرم میں چند ہزار کی نوکری اور کرائے کا دو کمروں کا یہ گھر اور یہ بے کار موٹر سائیکل ..." میں نے جیسے خود ہی اپنا مذاق اڑایا تھا اور اماں جیسے تڑپ کر رہ گئی تھیں۔کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے مگر پھر جانے کیا سوچ کر خاموش ہوگئی تھیں۔

"اور پتا ہے واسعہ..." اس نے اس کے گلے میں بازو حمائل کرتے ہوئے چہرہ اس کے سر پر ٹکادیا تھا۔

"بتائیں نا سعود! چپ کیوں ہوگئے ہیں۔" جب وہ کئی لمحے کچھ نہ بولا تو واسعہ نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"میں اللہ کا شکر ادا کررہا تھا۔"

"کس بات پر؟"

"تمہارے ملنے پر اور ان ڈھیر ساری نعمتوں پر جن سے اس نے مجھے نوازا تھا۔اس دن میں جاب پر نہیں گیا تھا' جولائی کا وہ بے حد گرم دن جب حبس اور تپش نے لوگوں کو بے حال کر رکھا تھا۔میں نے سارا دن گرائونڈ میں ایک بنچ سے دوسرے بنچ پر بیٹھتے گزار دیا تھا۔میں اللہ تعالیٰ سے بُری طرح شاکی تھا' میں نے ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ تم مجھے مل سکتی ہو۔اپنی غربت اور کم مائیگی نے مجھے یہ سوچنے ہی نہیں دیا تھا۔"

"کیوں سعود! آپ ایسا کیوں سوچ رہے تھے؟ آپ کا اور میرا تو خون کا رشتہ تھا' سگے تایا زاد تھے آپ میرے اور پھر ہم کہاں کے لینڈ لارڈ تھے۔" اس نے تڑپ کر سعود کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔

"بھئی ہمارے مقابلے میں تو لینڈ لارڈ ہی تھے' چچا کی چم چم کرتی ہوئی گاڑی اور میری یہ پھٹپھٹی اور تب تو مجھے یہ خیال ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ میرے چچا بھی ہیں۔میں تو صرف انہیں اپنی محبوبہ کے باپ کے روپ میں دیکھ رہا تھا

اور اس روپ میں وہ تخت پر براجمان تھے اور میں ' میں ان کے چرنوں میں۔" وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر

خوش دلی سے ہنسا تھا اور ساتھ ہی زور سے واسعہ کی ناک دبائی تھی۔

"ہائے..." ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ چلاّئی تھی۔"سعود! اگر آپ یوں ہی میری ناک کے پیچھے پڑے رہے نا تو جلد ہی میں ناک سے ہاتھ دھو بیٹھوں گی۔" اس نے کچھ ایسی بے چارگی سے کہا تھا کہ سعود نے ہنستے ہوئے اسے بازوئوں میں بھرلیا تھا۔

"اچھا چلیں' آرام سے بیٹھ کر بتائیں نا پھر کیا ہوا؟" واسعہ کو یہ سب سننے میں بے حد مزا آرہا تھا۔

"پھر... اللہ سے خوب سارے شکوے کرکے میں گھر آگیا اور گھر آکر..." اس کی آواز یک دم بھرّا گئی تھی۔واسعہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ خود پر قابو پانے کی سعی میں وہ اسے عجیب سی کیفیت میں نظر آیا' پتا نہیں وہ رو رہا تھا یا ہنس رہا تھا۔غمگیں تھا یا خوش' چند لمحے واسعہ

کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا لیکن پھر وہ جان گئی تھی کہ وہ خوش تھا' شاید بے حد خوش اور یہ خوشی کے آنسو تھے جو اس کی آنکھوں میں جھلملا رہے تھے۔

''اور گھر آکر میں نے دیکھا کہ اماں پلیٹوں میں مٹھائی سجائے بیٹھی ہیں اور سمیعہ باجی اور ناصرہ آپا کے بچوں نے گھر میں اودھم مچایا ہوا ہے۔''آپ لوگ اچانک...'' باجی اور آپا دونوں ہی صرف اتوار کو آیا کرتی تھیں اور ابھی کل ہی تو وہ ہوکر گئی تھیں۔سمیعہ باجی جو گانے گانے کی خوب شوقین تھیں انہوں نے جو شادی بیاہ کے گانوں کے پسندیدہ ٹکڑے گانے شروع کیے تو میں حیران ہوگیا تھا اور تبھی اماں نے نم آنکھوں کے ساتھ میرے منہ میں لڈو ڈالتے ہوئے میرا ماتھا چوم لیا اور مجھے تمہارے ساتھ ہمیشہ خوش اور بستا رہنے کی دعائیں دینے لگی تھیں اور میں بے یقینی سے منہ کھولے ششدر سا انہیں دیکھ رہا تھا۔

''اماں... یہ سب... کیسے ہوا؟'' بڑی دیر بعد میں کچھ کہنے کے قابل ہوا تو پوچھا تھا۔

''بس میرے اور تمہارے ابا کی باتوں کے جواب میں تمہارے چچا نے تو ایک ہی جملے میں ہمیں گویا زمین سے آسمان پر پہنچادیا۔

''بھائی جان! سعود میرے اس بھائی کا بیٹا ہے جس نے مجھے اپنے بچوں کی طرح پالا۔اپنی حیثیت سے بڑھ کر میرا خیال رکھا' اعلیٰ تعلیم دلوائی۔بھلا سعود سے بڑھ کر میرے لیے عزیز اور کون ہوسکتا ہے۔''

''اللہ اسے دنیا و آخرت کی کامیابی دے اور اس کی عزت اور مان بھی یونہی بڑھاتا رہے' جیسے اس نے ہمارا مان رکھا ہے۔'' اماں بے حد تشکرانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

''واسعہ! میں تمہیں اپنے دل کی وہ کیفیت بتا نہیں سکتا جو اس وقت تھی۔ میرا دل چاہتا تھا میں سجدے میں گرجائوں اور دھاڑیں مار مار کر روئوں۔میں جو سارا دن اللہ کی ناشکری کرتا رہا تھا۔اس نے مجھے کیا دیا تھا بچپن سے لے کر جوانی تک ایک ایک چیز کے لیے ترسایا تھا اس قسم کی بے سروپا باتیں سوچ سوچ کر گلے شکوے کرتا رہا تھا اور یہ بھول گیا تھا کہ اس نے میری

کتنی خواہشیں پوری کی تھیں، کتنی نعمتیں مجھے دی تھیں، کیسے ہمیشہ مجھے اپنی رحمتوں سے نوازا تھا۔مجھے اپنے اللہ

پر اس دم بے حد ، بے تحاشا پیار آرہا تھا۔وہ کتنا مہربان تھا، ہمیشہ میری بے صبریوں کو معاف کردیتا تھا۔" وہ اک جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا اور واسعہ حیرانی سے پھیلی آنکھوں کے ساتھ اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔وہ اس انداز میں بھی سوچ سکتا ہے اسے تو کبھی خیال بھی نہیں گزرا تھا۔

وہ تو حیران ہوا کرتی تھی کہ تایا اور تائی پانچ وقت کے نمازی تھے صبح باقاعدگی سے گھنٹہ بھر تلاوت کیا کرتے تھے جب کہ وہ عجیب من موجی طبیعت کا مالک تھا کبھی تو تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز شروع کردیتا اور کبھی یوں لگتا جیسے اسے فکر ہی نہیں کہ نماز قضا ہورہی ہے۔

"چلو اٹھو بیوی! کچھ کھلادو یا آج دیدارِ یار سے ہی کام چلالیں۔ہوں یہی ٹھیک ہے، ویسے بھی آج تم دل، روح، جان، ایمان سب لوٹ رہی ہو۔" اس نے مخمور نگاہوں سے واسعہ کو دیکھتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"چھوڑیں نا! دروازہ کھلا ہے۔" دبی دبی ہنسی کے ساتھ خود کو چھڑاتی ہوئی وہ محجوب سے لہجے میں بولی تھی۔

"واسعہ بیٹی! کچن سے کچھ جلنے کی بُو آرہی ہے۔" تائی جان کی آواز پر سعود نے مرے مرے سے انداز میں اسے پیچھے دھکیل دیا تھا۔

"جایئے جناب! کچن میں کچھ نہیں جلنا چاہیے، جلنے کے لیے یہ بے چارہ دل ہی کافی ہے۔" اس نے بے حد مسکینیت سے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور وہ ہنستی ہوئی کچن کی طرف دوڑی تھی۔

ایسی ہی محبتوں، چاہتوں اور شرارتوں میں سال جیسے پَر لگا کر اڑ گیا تھا، لیکن جاتے جاتے انہیں والدین کے رتبے پر فائز کرکے ان کے دامن میں خوشیاں بھر گیا تھا۔

دادا، دادی بن کر تایا جان اور تائی جان خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے، تمام عزیز و اقارب اور ہمسائیوں میں مٹھائی بانٹی گئی تھی۔زندگی جیسے خوشیوں کا گہوارہ تھی۔

مگر پھر ان کی خوشیوں کو جانے کس کی نظر لگ گئی تھی۔تایا جان کا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا اور انہیں کافی چوٹیں آئی تھیں، ابھی وہ ٹھیک نہیں ہوئے تھے کہ سعود کی جاب ختم ہوگئی۔تائی جان نے شادی کے دو ماہ بعد ہی گھر کے سارے معاملات واسعہ کے سپرد کردیئے تھے جنہیں وہ خوش اسلوبی سے نبھارہی تھی۔تایا جان کی دکان کی آمدنی اور سعود کی تنخواہ سے گھر کے اخراجات آرام سے پورے ہوجاتے تھے، بل تایا جان اپنی پنشن کی رقم سے دے دیتے تھے۔

اب جب دکان کی آمدنی بھی بند ہوگئی اور سعود کی تنخواہ بھی تو واسعہ کے تو گویا ہوش اڑگئے تھے۔اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا ہوگا؟ گھر کا خرچ کیسے چلے گا؟ کرایہ کہاں سے دیں گے؟ دودھ، بجلی ، سوئی گیس اور پانی کے بل کیسے ادا ہوں گے۔یہ سب کچھ اور اگلے ماہ سمیع بھائی کی شادی ہونے والی ہے، کیا میں کچھ نہیں دوں گی، اکلوتے بھائی کی شادی پر۔

وہ یہی سوچ سوچ کر ہلکان ہوتی رہتی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

سعود صبح جاب کی تلاش میں نکلتا تو شام کو تھکا ہارا لوٹتا، کبھی ایک جگہ پر انٹرویو تو کبھی دوسری جگہ پر اور نتیجہ صرف ناکامی، چند ہی دن کی مسلسل بھاگ دوڑ اور پھر پے درپے ناکامیوں نے اسے تھکادیا تھا کچھ ویسے ہی طبیعت میں حوصلے اور برداشت کی کمی تھی، بے صبرا پن تھا، وہ ہر وقت چڑچڑا سا رہنے لگا تھا۔

ایسے میں صرف تائی جان تھیں جن کی وجہ سے واسعہ کو حوصلہ رہتا، وہ حسب معمول صبح اٹھتیں اور نماز پڑھتے ہی انہیں اٹھاتیں اور پھر تلاوت میں مشغول ہوجاتیں۔دن میں اس کے ساتھ سبزی وغیرہ بنواتے ہوئے وہ اس کی تشفی کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کہتی رہتیں اور یہ ان کی باتوں کا ہی اثر تھا کہ وہ فکر مند تو تھی مگر مایوس اور نا امید نہیں تھی۔

...☆☆☆...

”سعود اٹھ جائیں صرف دس منٹ رہتے ہیں، سورج طلوع ہونے میں، روز آپ قضا نماز پڑھتے ہیں۔“ اسے یک دم احساس ہوا تھا کہ نماز کا وقت تو

بالکل ختم ہونے کو تھا' تیزی سے کندھے ہلائے جانے پر سعود نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے غصے بھری نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔

”وہ... نم...ماز۔“ اس کے اس طرح گھورنے پر واسعہ بوکھلا اٹھی تھی اور وہ جو بہت کچھ کہنے کے موڈ میں تھا لب بھینچ کر واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔واسعہ نے جلدی سے جائے نماز بچھائی اور کچن میں آگئی تھی۔جلدی جلدی چائے بنا کر تایا جان اور تائی جان کو دے کر اپنے کمرے میں واپس آئی تو وہ دوبارہ سر تک کمبل تانے بستر میں لیٹا تھا۔وہ حیران و پریشان دروازے میں کھڑی رہ گئی تھی۔ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا' وہ ہمیشہ اسے اپنا منتظر ملتا تھا پھر اب... یک دم اس کا دل بوجھل سا ہوگیا تھا۔

رات آئے بھی بہت لیٹ تھے' اس نے خود کو تسلی دی تھی اور کمرے میں بکھری چیزیں ٹھیک کرنے لگی تھی' چند منٹ اس کام میں لگے تھے اور وہ فارغ ہوگئی تھی۔اب کیا کروں' یہ فرصت روٹین سے ہٹ کر تھی اس لیے اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ فارغ وقت کو کس کام میں صرف کرے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کپڑے وہ دن میں ہی استری کرکے رکھ لیتی تھی' دوپہر کے کھانے میں ابھی خاصا ٹائم تھا۔تبھی اسے یاد آیا تھا کہ سعود کے جوتے پالش کرنے تھے۔

دروازہ کھول کر جوتے اٹھائے تھے جو کیچڑ سے بُری طرح بھرے ہوئے تھے' ایک جوتا تو نیچے سے ٹوٹا ہونے کی وجہ سے اندر تک بالکل گیلا ہوچکا تھا۔اس کا دل جو ابھی کچھ دیر پہلے سعود سے شکوہ کناں ہورہا تھا ایک دم گداز ہوگیا' گیلے کپڑے سے جوتے صاف کرتے وہ اداس ہورہی تھی۔

اس ماہ سیلری ملتے ہی سب سے پہلے جوتے لینے ہیں یار! اب تو کوئی حل نہیں رہا' نیچے سے مٹی اندر گھستی رہتی ہے۔“

جاب چھوٹنے سے چند دن قبل اس نے کہا تھا اور اب اتنے دنوں سے مسلسل خجل خوار ہوتے ہوئے جوتے کچھ اور ٹوٹ گئے تھے اور کل تو بارش بھی خوب ہوئی

تھی۔

"پتا نہیں کب تک گیلے موزے اور جوتے پہنے گھومتے رہے ہوں گے۔" اس نے سوچا تھا اور خشک کپڑے سے رگڑرگڑ کر جوتا خشک کرنے لگی تھی۔

"واسعہ!" تبھی سعود کی دھیمی سی آواز آئی تھی۔

"جی۔" اس نے جلدی سے سر اٹھایا تھا۔

"ایک کپ چائے تو لادو۔" واسعہ نے دیکھا اس کی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں اور آواز بھاری، وہ لپک کر قریب آئی تھی۔

"کیا بات ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔" تفکر بھرے انداز میں اس نے پوچھا تھا۔

"بس کچھ نزلہ ہورہا ہے اور ٹمپریچر بھی۔" اس نے بھاری ہوتی آواز میں کہا تھا۔واسعہ نے ہاتھ کی پشت سے ماتھے کو چھوا تھا، وہ اچھا خاصا گرم ہورہا تھا۔

"میں آپ کے لیے ناشتہ بناکر لاتی ہوں۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"نہیں صرف چائے اور..." اس کے جملہ ادھورا چھوڑنے پر اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔"اور واسعہ خود..." ایک آنکھ میچتے ہوئے وہ شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔واسعہ کے دل سے جیسے کوئی بھاری بوجھ ہٹ گیا تھا۔وہ مسکراتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی۔

چائے کا پانی چولہے پر رکھتے ہوئے اس نے فریج کھولا تھا۔وہ چاہتی تھی چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو دے کر ٹیبلٹ دے دے مگر کوئی ایسی چیز نہیں تھی، ڈبل روٹی، انڈے سب ختم تھے۔تب اچانک اسے بسکٹ کا خیال آیا تھا جو وہ مہمانوں کے لیے منگوا کر رکھا کرتی تھی۔اس نے پلیٹ میں تین بسکٹ نکالے تھے اور پلیٹ میں رکھ کر چائے دم کررہی تھی جب وہ چھینکتا ہوا اس کے پیچھے چلا آیا تھا۔

"کیا ہوا۔آپ کیوں بستر سے نکل آئے؟"

"چھینکوں کی وجہ سے۔میں نے سوچا رافعہ اٹھ جائے گی۔"

"تو کوئی بات نہیں، آپ چلیں بستر میں، یہاں سردی ہے۔" اس نے ٹرے اٹھائی تھی جب کہ وہ سائیڈ پر پڑا اسٹول اٹھا کر چولہے کے قریب کرکے بیٹھ چکا تھا۔

"باہر سے اپنے لیے موڑھا اٹھالائو۔" چولہا جلاتے ہوئے اس نے کہا تھا اور وہ ٹرے وہیں سلیب پر رکھتے ہوئے باہر نکل گئی تھی۔

"لگتا ہے رات آپ خوب بھیگ کر آئے ہیں۔" واسعہ نے فکر مندی سے اس کی سرخ ہوتی ناک اور بہتی آنکھوں کو دیکھا تھا۔

"ہوں..." اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اس نے کپ اٹھالیا تھا۔

"آپ کا فون آیا تو رافعہ جاگ گئی تھی، اسے سلاتے سلاتے پتا ہی نہیں چلا کب میری بھی آنکھ لگ گئی۔" اس نے نادم سے لہجے میں کہا تھا۔

"اچھا ہی ہوا، میں تو خاصا لیٹ آیا تھا اور وہ بھی انتہائی خراب موڈ میں۔"

"کیوں؟" وہ حیران ہوئی تھی اور کچھ پریشان بھی۔

"بس یار! کل مجھے شام کو ایک یونیورسٹی کا دوست مل گیا، وہ زبردستی ساتھ لے گیا، کیا شان دار گھر تھا اس کا۔میری تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔وسیع پورچ میں دو نئے ماڈل کی بالکل نیو برینڈ گاڑیاں آگے پیچھے کھڑی تھیں، اندر گئے تو کھانے کا دور چل رہا تھا، ڈائننگ ٹیبل انواع و اقسام کے کھانوں سے بھری پڑی تھی اور تقریباً کلو گوشت تو پالتو بلی کے سامنے رکھ دیا گیا تھا جو ایک کونے میں بیٹھی مزے اڑا رہی تھی۔یہ وہ شخص تھا جو یونیورسٹی میں انتہائی گائودی ہوا کرتا تھا اور سب کلاس فیلوز اسے دل کھول کر پاگل بنایا کرتے تھا اور اب..." اس نے ٹھنڈی سانس بھری تھی۔

"باپ نے خوب پیسہ لگا کر بزنس کروادیا اور صاحب زادہ عیش کررہا ہے۔ ایک ہم ہیں دس پندرہ ہزار کی نوکری کے لیے جوتے گھساتے پھررہے ہیں۔" انتہائی شاکی لہجے میں کہتے ہوئے اس نے چائے کا کپ واپس ٹرے میں رکھ دیا تھا۔

"پھر آپ اتنی دیر اس دوست کی طرف بیٹھے کیا کرتے رہے؟" واسعہ نے اس کا دھیان بٹانے کی خاطر پوچھا تھا۔

"وہاں کہاں بیٹھا رہا' سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہا۔" اس نے جلے کٹے انداز میں جواب دیا تھا۔

"بارش میں...؟" واسعہ کی آنکھیں حیرانی سے پھیلی تھیں۔

"اس وقت تو پتا نہیں چل رہا تھا مگر..." زور دار چھینک نے اسے بات مکمل نہیں کرنے دی تھی۔

"اب خمیازہ بھگتنا پڑرہا ہے۔" اس نے رومال سے ناک سے نکلتے پانی کو صاف کیا۔واسعہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی' وہ بے حد بے زار بے زار اور شاکی نظر آرہا تھا۔پتا نہیں اسے کس سے شکایت تھی' اپنے آپ سے' حالات سے یا... اس کی سوچ درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔وہ قدرے حیران اور اچھی خاصی پریشان اور متاسف سی اسے دیکھنے لگی تھی جو کہہ رہا تھا۔

"میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ قدرت کی کیسی تقسیم ہے ' کیسا انصاف ہے کہ کچھ لوگ ایک ایک نوالے کو ترس رہے ہیں اور کچھ انواع اقسام کے پکوان نہ صرف کھارہے ہیں بلکہ..."

"شاباش ہے میرے بیٹے۔" سعود کی بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی اور امی جان جو ناشتے کے برتن کچن میں رکھنے آئی تھیں انہوں نے اندر آتے ہوئے خاصے ناراض لہجے میں کہا تھا۔انہیں سعود کی بات شدید ناگوار گزری تھی۔

"چند دن ذرا سی مشکل جو آپڑی تو اللہ کی تقسیم اور انصاف پر اعتراض کرنے لگے۔استغفار کرو بیٹے! توبہ کرو اللہ سے۔"

"امی! میں..." سعود نے کچھ کہنا چاہا لیکن خاموش ہوگیا۔

"اللہ اگر انصاف کرنے پر آئے تو ہم میں سے کون ہے جو بخشش کا حق دار ٹھہرے۔" واسعہ نے موڑھے سے اٹھتے ہوئے تائی جان کو بیٹھنے کے لیے کہا تھا اور وہ سنجیدگی سے سعود کو دیکھتے ہوئے بیٹھ گئی تھیں۔سورۃ ابراہیم اور سورۃ نحل میں اللہ پاک فرماتے ہیں: "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو شمار

نہ کرسکو۔“ ابھی کل ہی جب میں اس آیت کی تفسیر پڑھ رہی تھی تو لکھا تھا کہ ایک حدیث میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ تلاوت فرمائی اور اس آیت پر پہنچے۔

”پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے ربّ کے سامنے تم سے ٹھنڈے پانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا‘ مکانوں کے سائے کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ میں نے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے سا یہ عطا کیا‘ پیٹ بھر کر کھانا کھانے اور اعضاء کے صحیح سالم ہونے پر سوال کیا جائے گا کہ ان کا کیا حق ادا کیا۔میٹھی نیند جو عطا کی اس کے بارے میں پوچھا جائے گا حتیٰ کہ اگر تم نے کسی عورت سے شادی کرنا چاہی اور کسی اور نے بھی اس عورت کے لیے رشتہ ڈالا اور اللہ نے تم سے اس کا نکاح کروادیا تو اس کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا کہ یہ اللہ کا تم پر احسان تھا کہ اس نے بیٹی والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ تم سے اپنی لڑکی کا

نکاح کریں اور دوسرے سے نہ کریں۔اس حدیث کو پڑھنے کے بعد میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے کہ ہم لوگ کس قدر ناشکرے ہیں۔کھاتے ہیں‘ پیتے ہیں‘ مزے سے گھروں کے اندر‘ چھت کے نیچے سردیوں میں ہیٹر لگا کر اور گرمیوں میں پنکھوں اور کولروں کی ٹھنڈک میں میٹھی نیند سوتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کرتے بلکہ سرے سے ان چیزوں کو نعمتیں سمجھتے ہی نہیں۔

ہمارے نزدیک نعمتیں صرف بڑے بڑے عالی شان گھر ہیں‘ بڑی بڑی گاڑیاں ہیں‘ انواع و اقسام کے کھانے ہیں۔“ وہ گہرے افسوس اور ملال سے کہہ رہی تھیں اور سعود کو شدید ندامت کا احساس ہورہا تھا۔

”اس کا اللہ کس قدر رحیم تھا کہ اس کی تمام تر کوتاہیوں‘ بے پروائیوں کے باوجود‘ ناشکری اور بے صبری کے باوجود نا تو اسے معتوب ٹھہراتا تھا اور نہ ہی اس سے ناراض ہوتا تھا بلکہ جب جب وہ ذرا اس سے دور ہونے لگتا تھا

وہ اسے واپس بلاتا تھا۔وہ بے صبری اور ناشکری پر اترنے لگتا تو وہ اسے احساس دلاتا تھا۔"

اسے اپنے اللہ پر بے تحاشا پیار آرہا تھا اور دل اک عجیب سی کیفیت میں گھرتا جارہا تھا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں امی جان!" وہ مختصراً کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا' اس وقت اسے تنہائی درکار تھی جس میں وہ اپنے ربّ کی ان بے پناہ مہربانیوں کا دل سے شکر ادا کرسکے اور اس کے بے شمار احسانات پر سجدۂ شکر بجالاسکے۔

ختم شد